حافظ زبیر علی زئی

# تکبیراتِ عیدین میں رفع یدین کا ثبوت

امام اہل سنت، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

**"حدثنا يعقوب : حدثنا ابن أخي ابن شهاب عن عمه : حدثني سالم بن عبد الله أن عبدالله قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قام إلى الصلوة يرفع يديه ، حتى إذا كا نتا حذو منكبيه كبّر، ثم إذا أرادأن يركع رفعهما حتى يكونا حذو منكبيه ، كبر وهما كذلک ، ركع ، ثم إذا أراد أن يرفع صلبه رفعهما حتى يكوناحذو منكبيه ،ثم قال :سمع الله لمن حمد ه ،ثم يسجد ، ولا يرفع يديه في السجود ،ويرفعهمافي كل ركعة وتكبيرة كبّرهاقبل الركوع،حتى تنقضي صلا ته"**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے حتی کہ آپ کے ہاتھ آپ کے کندھوں کے برابر ہو جاتے، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تکبیر کہتے، پھر جب آپ رکوع کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے حتی کہ آپ کے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر ہوتے۔ آپ تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اسی طرح ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کرتے، پھر جب آپ اپنی پیٹھ اُٹھانے کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے حتی کہ آپ کے ہاتھ کندھوں کے برابر ہوتے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے: سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ پھر آپ سجدہ کرتے اور سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے۔ آپ ہر رکعت میں اور رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے، یہاں تک کہ آپ کی نماز پوری ہو جاتی۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۱۳۳، ۱۳۴ ح ۶۱۷۵ والموسوعۃ الحدیثیہ ج ۱۰ ص ۳۱۵)

یہ سند حسن لذاتہ، صحیح لغیرہ ہے۔ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: **"هذا سند صحيح على شرط الشيخين"** اور یہ سند بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے (ارواء الغلیل ج ۳ ص ۱۱۳ ح ۶۴۰)

اسے امام عبداللہ بن علی بن الجارود النیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۷ھ) نے اپنی کتاب "المنتقی" میں یعقوب بن ابراہیم بن سعد کی سند سے روایت کیا ہے (ح ۱۷۸)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ:

**"كتاب المنتقى في السنن مجلد واحد في الأحكام ،لا ينزل فيه عن رتبة الحسن أبداً إلا في النادر في أحاديث يختلف فيها اجتهاد النقاد"** کتاب المنتقی فی السنن، احکام میں ایک مجلد ہے، اس کی حدیثیں حسن کے درجے سے کبھی نہیں گرتیں، سوائے نادر احادیث کے جن میں ناقدین کی کوشش میں اختلاف ہوتا ہے (سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۲۳۹)

اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

”وأورد هذا الحديث ابن الجارود في المنتقى فهو صحيح عنده فإنه لا يأتي إلا بالصحيح كما صرح به السيوطي في ديباجة جمع الجوامع “ (ترجمہ از ناقل: ابن الجارود نے یہ حدیث منتقی میں درج کی ہے۔ پس یہ ان کے نزدیک صحیح ہے کیونکہ وہ صرف صحیح روایتیں ہی لاتے ہیں جیسا کہ سیوطی نے جمع الجوامع کے دیباچہ میں لکھا ہے) دیکھئے بوادر النوادر (ص ۱۳۵)

یعقوب بن ابراہیم کی سند سے یہی روایت امام دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ) نے بیان کی ہے (سنن الدارقطنی ۲۸۹/۱ ح ۱۱۰۴)

اب اس حدیث کے راویوں کی توثیق پیش خدمت ہے۔

۱: یعقوب بن ابراہیم بن سعد = ثقة فاضل رمن رجال الستة (تقریب التہذیب: ۷۸۱۱)

۲: محمد بن عبداللہ بن مسلم، ابن اخی الزہری = صدوق حسن الحدیث، وثقہ الجمہور رمن رجال الستة۔

ابن اخی الزہری کے بارے میں جرح وتعدیل کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے۔

**جارحین اور ان کی جرح:** ابن اخی الزہری پر درج ذیل محدثین کی جرح منقول ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| (۱) | یحیی بن معین | [ضعیف] |
| (۲) | ابو حاتم الرازی | [لیس بقوي يكتب حديثه] |
| (۳) | العقیلی | [ذكره في الضعفاء] |
| (۴) | ابن حبان | [ردئ الحفظ، كثير الوهم، يخطئ عن عمه في الروايات إلخ] |
| (۵) | الدارقطنی | [ضعیف] |
| (۶) | النسائی | [ليس بذلك القوي، عنده غير ما حديث منكر عن الزهري] (؟) |

ملخصاً من تہذیب التہذیب (دار الفکر ۲۴۸/۹، ۲۴۹) وغیرہ۔

ابن اخی الزہری کی توثیق درج ذیل محدثین سے منقول ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۱) | ابن عدی | [ولم أر بحديثه بأساً إذا روى عنه ثقة] | (الکامل ۳۶۳/۷) |
| (۲) | البخاری | [احتج به في صحيحه] | |
| (۳) | مسلم | [احتج به في صحيحه، صحيح مسلم: ۱۴۴۹ وترقيم دار السلام ۳۵۸۹] | |
| (۴) | الساجی | [صدوق، تفرد عن عمه بأحاديث لم يتابع عليها] | (تہذیب: ۲۴۹/۹) |
| (۵) | الذہبی | [صدوق صالح الحديث وقد انفرد عن عمه بثلاثة أحاديث] | (میزان: ۷۷۴۳) |
| (۶) | ابن حجر | [صدوق له أوهام] | (تقریب: ۶۰۴۹) |
| (۷) | الترمذی | [صحح له] | (الترمذی: ۱۱۸۸) |

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۸) | البوصیری | [صحح له] | (زوائد ابن ماجہ:۱۳۹۷) |
| (۹) | ابن الجارود | [روی له فی المنتقی] | (المنتقی:۱۷۸) |
| (۱۰) | ابونعیم الاصبہانی | [روی له فی صحیحه /المستخرج] | (المستخرج:۳/۱۲۰ح۲۳۵۶) |
| (۱۱) | ابوعوانہ | [روی له فی صحیحه] | (المستخرج:۲/۳۳۱) |
| (۱۲) | الضیاء المقدسی | [روی له فی المختارة] | (المختارة:۶/۲۴۲ح۲۲۵۸) |
| (۱۳) | البغوی | [صحح له] | (شرح السنة:۱۱/۸۸ح۲۷۱۵) |
| (-) | ابوداود | [ثقة] | (اس کا راوی ابوعبید الآجری مجہول ہے) |
| (-) | احمد بن حنبل | [يثني عليه] | (اس کا راوی ابوعبید الآجری مجہول ہے) |
| (-) | یحییٰ بن معین | [يثني عليه] | (اس کا راوی ابوعبید الآجری مجہول ہے) |

ملخصاً من تہذیب التہذیب (۹/۲۷۹،۲۸۰) وغیرہ،

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جمہور محدثین کے نزدیک ابن اخی الزہری ثقہ وصدوق، صحیح الحدیث وحسن الحدیث ہے۔ یادرہے کہ ثقہ وصدوق راوی کی جن روایات میں وہم وخطاء بذریعہ محدثین ثابت ہوجائے تو وہ روایتیں مستثنیٰ ہوکر ضعیف ہوجاتی ہیں۔ مثلاً ابن اخی الزہری کی ''فانتھی الناس عن القرأة معہ'' والی روایت کی سند میں غلطی اور وہم ہے، دیکھئے مسند احمد (۵/۳۴۵ح ۲۲۹۲۲ الموسوعة الحدیثیہ مع التخریج) وکتاب القرأت للبیہقی (۳۲۵،۳۲۶)

فائدہ: ابن اخی الزہری کی عن الزہری عن سالم عن ابیہ والی سند صحیح بخاری (۵۵۷۴) وصحیح مسلم (۴/۱۴۷۱) میں موجود ہے۔

تنبیہ (۱): ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین والی روایت مذکورہ میں ابن اخی الزہری کی متابعت محمد بن الولید الزبیدی نے کررکھی ہے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

۳: محمد بن مسلم الزہری= متفق علی جلالته و اتقانه /من رجال الستة (التقریب:۶۲۹۶)

امام زہری نے سماع کی تصریح کردی ہے لہذا اس روایت میں تدلیس کا الزام مردود ہے۔

۴: سالم بن عبداللہ بن عمر=أحد الفقها ء السبعة و كان ثبتاًعابداًفا ضلاً/من رجال الستة (التقریب:۲۱۷۶)

۵: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ = صحابی مشہور/من رجال الستة (التقریب:۳۴۹۰)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ روایت ابن اخی الزہری کی وجہ سے حسن لذاتہ (یعنی حجت ومقبول) ہے۔

## ابن اخی الزہری کی متابعت

ابن اخی الزہری رحمہ اللہ رفع یدین والی اس روایت میں تنہا راوی نہیں ہیں بلکہ (محمد بن الولید) الزبیدی (ثـقة ثبت من كبار أصحاب الزهري /من رجال البخاري ومسلم وأبي داود والنسائي وابن ماجه /التقریب: ۶۳۷۲) نے ان کی متابعت تامہ کررکھی ہے لہٰذا ابن اخی الزہری پر اس روایت میں اعتراض سرے سے فضول ہے

والحمدللہ۔

الزبیدی کی متابعت والی روایت سنن ابی داود (۲۲۷) سنن الدارقطنی (۲۸۸/۱ ح ۱۰۹۸) والسنن الکبری للبیہقی (۲۹۲/۳، ۲۹۳) میں موجود ہے۔الزبیدی سے یہ روایت بقیہ بن الولید نے بیان کی ہے اور بقیہ سے ایک جماعت نے اسے روایت کیا ہے۔

ابن الترکمانی نے مخالفت برائے مخالفت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بقیہ بن ولید پر ابن حبان، ابومسہر اور سفیان بن عیینہ کی جرح نقل کی ہے (الجوہر النقی ۲۹۲/۳، ۲۹۳) جس کا جواب کچھ تفصیل سے عرض ہے۔۔

## بقیہ بن الولید الحمصی رحمہ اللہ (التحقیقات النقیۃ فی توثیق بقیۃ)

اس مضمون میں راویِ حدیث بقیۃ بن الولید رحمہ اللہ کے بارے میں محدثین کرام کی جرح وتعدیل کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔

بقیہ کے بارے میں مروی جرح درج ذیل ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| (۱) | سفیان بن عیینہ | [لا تسمعو ا من بقیة ....إلخ] |
| (۲) | العقیلی | [ذکره فی الضعفاء ] |
| (۳) | ابوحاتم الرازی | [لا یحتج به ] |
| (۴) | ابومسہر الغسانی | [بقیة ،أحادیثه لیست نقیة فکن منها علی تقیة ] |
| (۵) | ابن خزیمہ | [لا أحتج ببقیة ] |
| (۶) | الجوزجانی | [وبقیة ضعیف الحدیث ، لایحتج بحدیثه ] |
| (۷) | عبدالحق الاشبیلی | [لا یحتج به ] |
| (۸) | ابن القطان الفاسی | ............ |
| (۹) | الذہبی | ............ |
| (۱۰) | ابن حزم | [ضعیف ] |
| (۱۱) | البیہقی | [أجمعوا علی أن بقیة لیس بحجة ] |
| (-) | الساجی | [ فیه اختلاف ] |
| (-) | الخلیلی | [اختلفوا فیه ] |

ملخصاً من تہذیب التہذیب (۴۷۴/۱۔۴۷۸) وغیرہ

الساجی اور الخلیلی کا کلام تو جرح ہی نہیں ہے۔بعض دوسرے علماء سے بھی بقیہ کی مُدلَّس (عن والی) روایات اور مجہولین وضعفاء سے روایات پر جرح منقول ہے، اس جرح کا کوئی تعلق بقیہ کی عدالت اور ضبط (حافظے) سے نہیں ہے۔

بقیہ کی توثیق درج ذیل ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۱) | ابواسحاق الفزاری | [خذوا عن بقية ماحد ثكم عن الثقا ت ] | (الترمذی:۲۸۵۹) |
| (۲) | عبداللہ بن مبارک | [صدوق اللسان ] | (صحیح مسلم:۴۳ دارالسلام) |
| (۳) | ابوزرعہ الرازی | [وإذاحدث عن الثقات فهو ثقة ] | (الجرح والتعدیل:۴۳۵/۲) |
| (۴) | یحییٰ بن معین | [ثقة ] | (تاریخ عثمان الدارمی:۱۹۰) |
| (۵) | العجلی | [ثقة ما روى عن المعروفين ] | (تاریخ العجلی:۱۶۰) |
| (۶) | مسلم | [أخرج له فی صحيحه ] | (صحیح مسلم:۱۴۲۹/۱۰۱ فواد عبدالباقی) |
| (۷) | یعقوب بن شیبہ | [صدوق ثقة ماروى عن المعروفين ] | (تاریخ بغداد:۱۲۶/۷) |
| (۸) | الخطیب البغدادی | [وكان صدوقاً] | (تاریخ بغداد:۱۲۳/۷) |
| (۹) | محمد بن سعد | [وكان ثقة فی روايته عن الثقات ] | (الطبقات:۴۶۹/۷) |
| (۱۰) | الترمذی | [صحح له فی سننه ] | (الترمذی:۱۶۳۵، ۱۶۶۳) |
| (۱۱) | ابن عدی | [إذا روى عن الشامين فهو ثبت ] | (الکامل:۲۷۶/۲) |
| (۱۲) | ابن شاہین | [ذكر ه فی الثقات ] | (الثقات:۱۳۹) |
| (۱۳) | احمد بن حنبل | [وإذا حدث بقية عن المعروفين مثل بحيربن سعد قبل ] | (الضعفاء للعقیلی:۱۶۲/۱) |
| (۱۴) | ابن حبان | [فرأيته ثقة مأموناً ولكنه كان مدلساً] | (المجروحین:۲۰۰/۱) |
| (۱۵) | ابن حجر | [صدوق كثير التدليس عن الضعفاء ] | (التقریب:۷۳۴) |
| (۱۶) | الھیثمی | [وهو ثقة مدلس ] | (مجمع الزوائد:۱۹۰/۱) |
| (۱۷) | العراقی | [قال فی حديث :وإسنا ده جيد ] | (تخریج الاحیاء:۱۵۴/۲، الصحیحہ:۱۶۹۱) |
| (۱۸) | المنذری | [وثقه ] | (الترغیب والترھیب:۱۲۵/۳ والصحیحہ:۳۵۳) |
| (۱۹) | الحاکم | [ مامون مقبول] | (المستدرک ۲۷۳/۱ ح ۱۰۰۸ نیز دیکھئے ۲۸۹/۱ ح ۱۰۶۴) |
| (۲۰) | الذھبی | [وقال فی حديثه :على شرط مسلم ] | (تلخیص المستدرک:۶۱۶/۲) |
| (۲۱) | البخاری | [استشهد به فی صحيحه ] | (صحیح بخاری:۷۰۷) |
| (۲۲) | ابواحمد الحاکم | [ثقة فی حديثه إذاحدث عن الثقات بما يعرف ] | (تہذیب:۴۷۷/۱ مصححاً) |
| (۲۳) | شعبہ | [روى عنه ] | (شعبة لا یروی إلا عن ثقة عندہ: تہذیب ۵،۴/۱) |

(۲۴) ابن خلفون [ذكره في الثقات] (حاشیہ تہذیب الکمال: ۳۶۹/۱)

(۲۵) الزیلعی [وكان صدوقاً] (نصب الرایہ: ۴۸/۱)

(۲۶) الدارقطنی [ثقة] (کتاب الضعفاء والمتروکین: ۶۳۰)

(۲۷) الجوزجانی [فإذا أخذت حديثه عن الثقات فهو ثقة] (احوال الرجال: ۳۱۲)

(۲۸) یعقوب بن سفیان [فهو ثقة إلخ] (المعرفۃ والتاریخ ۴۲۴/۲ وتاریخ دمشق: ۲۷۰/۱۰)

(-) علی بن المدینی [صالح فيما روى عن أهل الشام] (تاریخ بغداد ۱۲۵/۷ وسندہ ضعیف)

(-) النسائی [إذا قال حدثنا وأخبرنا فهو ثقة] (تہذیب التہذیب: ۴۷۵/۱ وسندہ ضعیف)

(-) ابن الترکمانی!! [هو صدوق وقد صرح بالتحديث] (الجوہر النقی: ۱۴۷/۱)

نیز دیکھئے توضیح الکلام (۳۱۷/۱ - ۳۲۱)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ جمہور محدثین کے نزدیک بقیہ بن الولید ثقہ وصدوق ہے۔ جب وہ ثقہ راویوں سے سماع کی تصریح کے ساتھ روایت بیان کرے تو اس کی روایت صحیح یا حسن ہوتی ہے۔ حافظ المنذری فرماتے ہیں:

"ثقة عند الجمهور لكنه مدلس" وہ جمہور کے نزدیک ثقہ ہے لیکن مدلس ہے۔ (الترغیب والترھیب ج۴ ص ۵۶۸)

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ:

"وثقه الجمهور فيما سمعه من الثقات" جمہور نے اسے ان روایات میں ثقہ قرار دیا ہے جو اس نے ثقہ راویوں سے سنی ہیں (الکاشف: ۱۰۶/۱، ۱۰۷، ت ۶۲۶)

جن علماء نے بقیہ پر جرح کی ہے وہ صرف اور صرف دو ہی باتوں پر مبنی ہے۔

(۱) تدلیس (یعنی بقیہ کی عن والی اور غیر مصرح بالسماع روایات ضعیف ہیں)

(۲) مجہولین وضعفاء سے روایت (یعنی بقیہ کی وہ تمام روایتیں ضعیف ومردود ہیں جو اس نے مجہول اور ضعیف راویوں سے بیان کی ہیں)

میرے علم کے مطابق کسی جلیل القدر امام نے بقیہ کی مصرح بالسماع روایت پر کوئی جرح نہیں کی، بقیہ پر تمام جروح کا تعلق اس کی غیر مصرح بالسماع یا اہل حمص وغیرہ کی اوہام والی روایتوں اور ضعیف ومجہول راویوں کی روایات پر ہے۔

**خلاصۃ التحقیق:** بقیہ بن الولید صدوق مدلس، صحیح الحدیث یا حسن الحدیث راوی ہے بشرطیکہ سماع کی تصریح کرے۔

تنبیہ (۱): بقیہ اگر بحیر بن سعد سے روایت کرے تو یہ روایت سماع پر محمول ہوتی ہے چاہے بقیہ سماع کی تصریح کرے یا نہ کرے، دیکھئے تعلیقۃ علی العلل لابن ابی حاتم / تصنیف ابن عبدالھادی (ص ۱۲۴ ح ۱۲۳/۳۵)

تنبیہ(۲): بقیہ کی (محمد بن الولید) الزبیدی سے روایت صحیح مسلم میں موجود ہے۔(۱۴۲۹/۱۰۱)

تنبیہ(۳): امام ابواحمد الحاکم (صاحب الکنیٰ) بقیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ثقة في حديثه إذا حدث عن الثقات بما يعرف لكنه ربماروى عن أقوام مثل الأوزاعي والزبيدي وعبيد الله العمري أحاديث شبيهة بالموضوعة أخذها عن محمد بن عبدالرحمن ويوسف بن السفر وغيرهما من الضعفاء ويسقطهم من الوسط ويرويها عن من حدثوه بها عنهم"

جب وہ ثقہ راویوں سے معروف (یعنی مصرح بالسماع) روایتیں بیان کرے تو ثقہ ہے کیونکہ بعض اوقات وہ لوگوں مثلاً اوزاعی، زبیدی اور عبیداللہ العمری سے موضوعات کے مشابہ وہ احادیث بیان کرتا ہے جو اس نے محمد بن عبدالرحمٰن اور یوسف بن السفر وغیرہما ضعیف راویوں سے حاصل کی تھیں۔ وہ انہیں درمیان سے گرا کر ان سے حدیثیں بیان کرتا ہے جن سے انہوں نے اسے احادیث سنائی تھیں (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۴۷۷)

اس قول کا خلاصہ یہ ہے کہ بقیہ مدلس راوی ہے لہٰذا اگر وہ سماع کی تصریح کر کے ثقہ راویوں سے حدیث بیان کرے تو اس میں وہ ثقہ ہے اور اگر اوزاعی، زبیدی اور عبیداللہ بن عمر العمری سے بغیر تصریح سماع کے، تدلیس کرتے ہوئے عن والی روایات بیان کرے تو یہ روایتیں ضعیف، مردود اور موضوع ہوتی ہیں۔ اس جرح کا تعلق صرف تدلیس سے ہے جیسا کہ سیاق کلام سے ظاہر ہے۔ بعض الناس نے پندرہویں صدی ہجری میں اس جرح کو مطلق قرار دینے کی کوشش کی ہے جس کا باطل ہونا واضح ہے۔

تنبیہ(۴): بقیہ تدلیس التسویہ کے الزام سے بری ہے۔ بقیہ سے تدلیس التسویہ کرنا ثابت نہیں ہے دیکھئے الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین (۴/۱۱۷) والضعیفۃ للشیخ الألبانی رحمہ اللہ (۱۲/۱۰۵۔۱۱۲ ح ۵۵۵۷) وعجالۃ الراغب المتمنی للشیخ سلیم الھلالی (۲/۸۷۶ ح ۷۶۳)

جدید محققین مثلاً شیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے بقیہ کی مصرح بالسماع والی روایتوں کو حسن قرار دیا ہے۔ جناب عبدالرؤف بن عبدالمنان بن حکیم محمد اشرف سندھو صاحب ایک روایت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: "اس کی سند بقیہ بن الولید کی وجہ سے حسن درجے کی ہے۔ حاکم، ذہبی اور بوصیری نے مصباح الزجاجہ (۴۶۶) میں اس کو صحیح کہا ہے" (القول المقبول ص ۶۲۰ ح ۵۶۸) نیز دیکھئے القول المقبول (ص ۱۹۴ ح ۱۰۸)

اگر کوئی کہے کہ محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"مگر یہ حدیث بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں بقیہ واقع ہیں اور یہ مدلس وضعیف ہیں اور باوجود ضعیف ہونے کے اس جملہ کے ساتھ یہ متفرد ہیں ان کے سوا کوئی اور اس جملہ کو روایت نہیں کرتا ہے ..." (القول السدید فیما یتعلق بتکبیرات العید ص ۱۷)

تو عرض ہے کہ یہ کلام تین وجہ سے مردود ہے۔
اول: یہ جمہور محدثین کی تحقیق کے خلاف ہے۔
دوم: خود محدث مبارکپوری رحمہ اللہ نے بقیہ کا ذکر کیا ہے یا سنن الترمذی میں بقیہ کا ذکر آیا ہے مگر انہوں نے بذات خود اس پر کوئی جرح نہیں کی۔ دیکھئے تحفۃ الاحوذی (ج ۱ ص ۹۷ ح ۹۴، ج ۳ ص ۵ ح ۱۶۳۵، ۳/۱۷ ح ۱۶۶۳، ۳/۷۷، ۳۷۸ ح ۲۶۷۶، ۳۶/۴ ح ۲۸۵۹، ۵۶/۴ ح ۲۹۲۱) لہٰذا معلوم ہوا کہ مبارکپوری رحمہ اللہ کی جرح ان کی کتاب تحفۃ الاحوذی کی رُو سے منسوخ ہے۔
سوم: مبارکپوری رحمہ اللہ کا قول ''اس جملے کے ساتھ یہ متفرد ہیں'' قطعاً غلط ہے کیونکہ ابن اخی الزہری نے بھی یہی جملہ بیان کر رکھا ہے۔
پاکستان کے مشہور محقق اور اہل حدیث کے نامور عالم مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے بقیہ بن الولید کا زبردست دفاع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:
''یہ اس بات کا قوی ثبوت ہے کہ جمہور کے نزدیک وہ ثقہ ہے جب سماع کی صراحت کرے تو قابل حجت ہے۔ بالخصوص جب کہ شامی شیوخ سے روایت کرے'' (توضیح الکلام ج ۱ ص ۳۱۹ باب: بقیہ بن الولید پر جرح کا جواب)
تنبیہ (۵): اگر کوئی یہ کہے کہ امام زھری کے دوسرے شاگرد یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ بیان نہیں کرتے ہیں۔ تو عرض ہے کہ الزبیدی (ثقہ) اور ابن اخی الزہری (صدوق) کا یہ روایت بیان کرنا حجت ہونے کے لئے کافی ہے۔ اگر ایک ثقہ وصدوق راوی ایک روایت سند و متن میں زیادت کے ساتھ بیان کرے، جب کہ دوسرے بہت سے ثقہ وصدوق راوی یہ زیادت بیان نہ کریں تو اسی زیادت کا اعتبار ہوتا ہے۔ (والزیادۃ من الثقۃ مقبولۃ)
مثال (۱): **کفی بالمرء کذباً أن یحدث بکل ماسمع** ، والی حدیث کو (صرف) علی بن حفص المدائنی نے موصولاً بیان کیا ہے (صحیح مسلم: ۵/۵ وترقیم دارالسلام: ۸، سنن ابی داود: ۴۹۹۲، تعلیقات الدارقطنی علی المجروحین لابن حبان ص ۱۴۱ والمعلّق علیہ جاھل)
یادرہے کہ صحیح مسلم کے ایک نسخے کی سند میں تصحیف ہوگئی ہے جس کی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ کو بڑا وہم لگا ہے، دیکھئے الصحیحہ (۲۰۲۵) وصحیح مسلم طبعہ ہندیہ (ج ۱ ص ۸، ۹)
مثال (۲): صحیح بخاری میں محمد بن عمرو بن حلحلہ عن محمد بن عمرو بن عطاء عن ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ والی روایت میں صرف ایک رفع یدین کا ذکر ہے (البخاری: ۸۲۸) جبکہ سنن ابی داود (۷۳۰) وغیرہ میں عبدالحمید بن جعفر عن محمد بن عمرو بن عطاء عن ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ والی روایت میں رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر اُٹھتے وقت (کل چار مقامات پر) رفع یدین کا ثبوت ہے۔ یہ دونوں روایتیں صحیح ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ ثقہ کی زیادت

معتبر ومقبول ہے۔ بشرطیکہ ثقہ راویوں یا اوثق کے من کل الوجوہ سراسر خلاف نہ ہو۔

## متن کی بحث

ابن الترکمانی وبعض الناس نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس روایت میں عیدین کا طریقہ مذکور نہیں ہے بلکہ عام نماز کی طرح ہے۔

عرض ہے کہ اس روایت میں درج ذیل مقامات پر رفع یدین کی صراحت موجود ہے۔

(۱) تکبیر تحریمہ

(۲) رکوع سے پہلے

(۳) رکوع کے بعد

(۴) ہر رکعت میں

(۵) رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں (دیکھئے یہی مضمون، شروع)

حدیث صحیح کے الفاظ دوبارہ پیش خدمت ہیں:

**"ویر فعهما فی کل رکعة وتکبیرة کبّرها قبل الرکوع حتی تنقضی صلاته"**

ترجمہ: اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر رکعت میں اور رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پوری ہو جاتی (مسند احمد: ۱۳۴/۲)

اب سوال یہ ہے کہ عیدین کی تکبیرات رکوع سے پہلے ہوتی ہیں یا رکوع کے بعد ہوتی ہیں؟ اگر پہلے ہوتی ہیں تو ضرور بالضرور اس حدیث کے عموم میں شامل ہیں۔

امام بیہقی نے بقیہ بن الولید کی حدیث کو تکبیرات عید اور "باب السنۃ فی رفع الیدین کلما کبر للرکوع" دونوں جگہ ذکر کیا ہے (السنن الکبری: ۲۹۲/۳، ۸۳/۲) معلوم ہوا کہ امام بیہقی کے نزدیک اس حدیث سے رفع یدین عند الرکوع اور رفع یدین فی العیدین دونوں جگہوں پر ثابت ہے۔ والحمد للہ

## ایک اہم بات

ہم بحمد اللہ اہل حدیث یعنی سلفی اہل حدیث ہیں۔ قرآن وحدیث واجماع کو حجت سمجھتے ہیں۔ قرآن وحدیث کا وہی مفہوم معتبر سمجھتے ہیں جو سلف صالحین سے ثابت ہے۔ آثار سلف صالحین سے استدلال اور اجتہاد کو جائز سمجھتے ہیں۔

حدیث مذکور سے درج ذیل سلف صالحین نے تکبیرات عیدین پر استدلال کیا ہے

(۱) امام بیہقی رحمہ اللہ [السنن الکبری: ۲۹۲/۳، ۲۹۳ باب رفع الیدین فی تکبیر العید)

(۲) الامام محمد بن ابراہیم بن المنذر رالنیسابوری [التلخیص الحبیر :۸۶/۲ ح۶۹۲)
سلف صالحین میں سے کسی نے بھی اس استدلال کا رد نہیں کیا لہٰذا محدث مبارکپوری اور محدث البانی رحمہما اللہ کا نظریہ، سلف صالحین کے استدلال کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔
مولوی محمد افضل اثری (صاحب مکتبۃ السنۃ کراچی) لکھتے ہیں کہ:
''جیسا کہ امام بیہقی اور امام (ابن) منذر کا استدلال ذکر کرنے کے بعد شیخ الاسلام ابن حجر العسقلانی ''تلخیص الحبیر 145 بحوالہ المرعاۃ 341/2'' لکھتے ہیں: والأولی عندی ترک الرفع لعدم ورود نص صریح فی ذلک، ولعدم ثبوتہ صریحاً بحدیث مرفوع صحیح۔ یعنی میرے نزدیک اولی یہ ہے کہ رفع یدین درزوائد تکبیرات نہ کیا جائے کیونکہ اس سلسلہ میں صریح قسم کی نص وارد نہیں ہے اور نہ ہی صراحتاً مرفوع صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے۔ یہی بات علامہ شمس الحق عظیم آبادی، مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری، مولانا عبیداللہ مبارکپوری رحمہم اللہ تعالیٰ، علامہ البانی حفظہ اللہ نے ذکر کی ہے کہ اس سلسلہ میں کسی قسم کی صریح حدیث ثابت ووارد نہیں ہے'' (ضمیمۃ ھدیۃ المسلمین ص ۹۷ طبعہ غیر شرعیہ)
اس بیان میں محمد افضل اثری صاحب نے غلط بیانی کرتے ہوئے حافظ ابن حجر العسقلانی سے وہ قول منسوب کر دیا ہے جس سے حافظ ابن حجر بالکل بری ہیں۔ دیکھئے التلخیص الحبیر (ج۲ ص۸۶ ح۶۹۲)
اس صریح غلط بیانی کا دوسرا نام کذب وافتراء ہے۔ صاحب مرعاۃ المفاتیح (الشیخ عبیداللہ مبارکپوری رحمہ اللہ) کے قول کو حافظ ابن حجر کا قول بنا دینا اگر کذب وافتراء نہیں تو پھر کیا ہے؟
یاد رہے کہ مولانا شمس الحق عظیم آبادی، مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری، مولانا عبیداللہ مبارکپوری اور شیخ البانی رحمہم اللہ کے اقوال و ''تحقیقات'' در تکبیراتِ عیدین، امام عطاء بن ابی رباح، امام اوزاعی، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ سلف صالحین کے مقابلے میں اور مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔

**خلاصۃ التحقیق:** اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن اخی الزہری اور بقیہ والی روایت صحیح ہے۔ اور اس سے تکبیرات عیدین میں رفع یدین پر استدلال بالکل صحیح ہے۔ والحمدللہ

## سلف صالحین کے آثار

اب تکبیرات عیدین میں رفع یدین کی مشروعیت پر سلف صالحین کے آثار پیش خدمت ہیں۔
(۱) امام عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی الشامی رحمہ اللہ = ولید بن مسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:
''قلت للأوزاعی :فأرفع یدي کر فعي فی تکبیرۃ الصلوۃ ؟قال: نعم ،ارفع یدیک مع کلھن'' میں نے اوزاعی سے کہا: کیا میں (عید میں) رفع یدین کروں، جیسے میں نماز میں رفع یدین کرتا ہوں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں

تمام تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرو۔(احکام العیدین للفریابی:۱۳۶ وإسنادہ صحیح)
(۲)امام مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ = ولید بن مسلم سے روایت ہے کہ:
"سألت مالک بن أنس عن ذلک فقال :نعم ،ارفع یدیک مع کل تکبیرة ولم أسمع فيه شيئاً"
میں نے مالک بن انس سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں، ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرو، اور میں نے اس میں کچھ بھی نہیں سنا۔(احکام العیدین:۱۳۷، وإسنادہ صحیح)
تنبیہ:امام مالک کا "ولم أسمع فيه شيئاً" دو باتوں پر ہی محمول ہے۔
**اول:** میں نے اس عمل کے بارے میں کوئی حدیث نہیں سنی۔
**دوم:** میں نے اس عمل کے مخالف کوئی حدیث نہیں سنی۔
اول الذکر کے بارے میں عرض ہے کہ اگر امام مالک نے بقیہ بن الولید اور ابن اخی الزہری کی حدیث اور عطاء بن ابی رباح تابعی کا اثر نہیں سنا تو یہ بات ان دلائل کے ضعیف ہونے کی دلیل نہیں ہے۔
تنبیہ :(۲) : مجموع شرح المہذب للنووی (۲۶/۵) الاوسط لابن المنذر (۲۸۲/۴) اور غیر مستند کتاب المدونہ (۱۶۹/۱) وغیرہ میں اس اثر کے خلاف جو کچھ مروی ہے وہ بے سند و بے اصل ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔
(۳)امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ = دیکھئے کتاب الام (ج ۱ ص ۲۳۷)
(۴)امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ = دیکھئے مسائل الامام احمد، روایۃ ابی داود (ص ۶۰)
(۵)امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ = دیکھئے تاریخ ابن معین (روایۃ الدوری:۲۲۸۴)
معلوم ہوا کہ مکہ، مدینہ اور شام وغیرہ میں سلف صالحین تکبیرات عیدین میں رفع یدین کے قائل و فاعل تھے۔ان کے مقابلے میں محمد بن الحسن الشیبانی (کذاب / کتاب الضعفاء للعقیلی ۵۲/۴ وسندہ صحیح ،الحدیث حضرو: ۷ص ۱۷) سے تکبیرات عیدین میں رفع یدین کی مخالفت مروی ہے ،دیکھئے کتاب الاصل (۳۷۴/۱، ۳۷۵) والاوسط لابن المنذر (۲۸۲/۴) سفیان ثوری رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے کہ وہ تکبیرات مذکورہ میں رفع یدین کے قائل نہیں تھے (مجموع:۲۶/۵ والاوسط:۲۸۲/۴) یہ قول بلا سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔
بعض حنفیوں نے بغیر کسی سند متصل کے ابو یوسف قاضی سے تکبیراتِ عید میں رفع یدین نہ کرنا نقل کیا ہے۔ یہ نقل دو وجہ سے مردود ہے۔
(۱) بے سند ہے۔
(۲) قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم کے بارے میں امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ:
"ألا تعجبون من یعقوب ،یقول علي مالا أقول" کیا تم لوگ یعقوب (ابو یوسف) پر تعجب نہیں کرتے، وہ

میرے بارے میں ایسی باتیں کہتا ہے جو میں نہیں کہتا۔(التاریخ الصغیر للبخاری ج ۲ ص ۲۱۰ وفیات: عشر إلی تسعین ومائۃ ، وإسنادہ حسن ولہ شواہد" فالخبر صحیح " انظر تحفۃ الاقویاء فی تحقیق کتاب الضعفاء ص ۱۲۲ ت ۴۲۵) معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ اپنے شاگرد قاضی ابو یوسف کو کذاب سمجھتے تھے۔

تنبیہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ عطاء بن ابی رباح المکی رحمہ اللہ زوائد تکبیراتِ عید میں رفع یدین کے قائل تھے۔(مصنف عبدالرزاق ۲۹۷/۳ ح ۵۶۹۹) اس روایت کے مرکزی راوی عبدالرزاق بن ہمام مدلس ہیں اور روایت معنعن ہے۔ سفیان ثوری مدلس نے عبدالرزاق کی متابعت کر رکھی ہے۔(دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۹۳/۳) یہ روایت ان دونوں سندوں کے ساتھ ضعیف ہے۔

**اختتام بحث:** تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنا بالکل صحیح عمل ہے۔ محدث مبارکپوری، شیخ البانی رحمہما اللہ اور بعض الناس کا اس عمل کی مخالفت کرنا غلط اور مردود ہے۔ وما علینا إلا البلاغ (۷ صفر ۱۴۲۶ھ)

# تکبیراتِ عید

فضل اکبر کاشمیری

عیدہ گاہ کو جاتے ہوئے بلند آواز سے تکبیریں کہنا ثابت ہیں۔(السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۷۹/۳ وسندہ حسن) تکبیرات کے الفاظ کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہیں، البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ سے ثابت ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید کے دن صبح سویرے ہی مسجد سے عیدگاہ کی طرف جاتے تھے اور عیدگاہ تک آپ اونچی تکبیریں کہتے تھے۔ آپ اس وقت تک تکبیریں کہتے رہتے تھے جب تک امام (نماز پڑھانے کے لئے) نہ آجاتا۔(السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲۷۹/۳ وسندہ حسن)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے تکبیر کے یہ الفاظ ثابت ہیں: **الله أكبر كبيراً، الله أكبر كبيراً، الله أكبر وأجل الله أكبر ولله الحمد.** (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۶۸/۲ ح ۵۶۵۴ وسندہ صحیح)

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ان الفاظ میں تکبیر سکھاتے تھے: " **الله أكبر، الله أكبر، اللهم أنت أعلى وأجل من أن تكون لك صاحبة أو يكون لك ولد أو يكون لك شريك فى الملك أو يكون لك ولي من الذل وكبره تكبيراً الله أكبر تكبيراً (كبيراً) اللهم اغفرلنا اللهم ارحمنا** "(مصنف عبدالرزاق: ۲۹۵/۱۱ ح ۲۰۵۸۱ وسندہ صحیح) امام عبدالرزاق نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔ دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (۳۱۶/۳)

تابعی صغیر ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: **كانوا يكبرون يوم عرفة وأحدهم مستقبل القبلة فى الصلوة : الله أكبر، الله أكبر لا إله إلا الله والله أكبر الله أكبر ولله الحمد** (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۶۷/۲ ح ۵۶۴۹ وسندہ صحیح)

اسلاف سے ثابت شدہ مذکورہ الفاظ میں سے جو بھی چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ وما علینا إلا البلاغ